حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے علمی اور روحانی اثرات
ایک تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم☆

حضرت شیخ الاسلامؒ کا تعارف:

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی شیخ الاسلامؒ سلسلہ سہروردی(۱) کے صوفی بزرگ کی ولادت باسعادت ملتان کے قریب بمقام کوٹ کرور میں بالاتفاق ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ/ ۱۱۷۱ء لیلۃ القدر شب جمعہ بوقت طلوع سحر ہوئی۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ قدس سرہ ہندوستان میں رئیس الاولیاء تھے، ظاہری علوم کے عالم اور مکاشفات ومشاہدات کے مقامات واحوال میں کامل تھے، ان سے اکثر اولیاء اللہ کے سلسلہ منشعب ہوئے، لوگوں کو رشد وہدایت فرمائی۔(۲)

القاب ومناقب:

حضرت بہاء الدین زکریا کو شیخ الاسلام(۳) رئیس الاولیاء اور غوث العالمین جیسے عظیم الشان القاب ملے۔ ملتان میں قیام کے دوران نہ صرف یہ کہ ملتان بلکہ تمام ہندوستان آپ کے فیوض وبرکات سے منور ہو گیا تھا۔ اور آپ کے عہد کو ''خیر الاعصار'' (بہترین زمانہ) کہا جاتا ہے۔(۴)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے پہلونشین فرزند جگر بند حضرت شیخ الاسلامؒ ابوالمغانم صدر الدین محمد عارف باللہ متوفی ۷۰۹ھ بھی آپؒ کے قریب ہی قلعہ کہنہ پر مدفون ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام گرامی شیخ وجیہ الدین محمد اور جد امجد کا نام حضرت کمال الدین علی شاہ قریشی ہے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے خوارزم آئے اور پھر ملتان آکر یہاں پر مستقل

☆ استاذ شعبہ عربی بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

سکونت اختیار کر لی۔

تعلیم وتربیت:

۱۲ سال کی عمر میں کوٹ کرور میں قرآن مجید کی ساتوں قرأتوں کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ۲۵ برس تک خراساں، بخارا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں علماء وقت سے ظاہری اور باطنی علوم ومعارف کی تعلیم وتربیت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں اس وقت کے نہایت ممتاز محدث شیخ کمال الدین یمنی سے حدیث کی تکمیل کی۔ پھر کئی سال رسول اکرم ﷺ کے روضہء اطہر پر ذکر وفکر میں گزارے۔ بیت المقدس سے ہوتے ہوئے بغداد پہنچے وہاں پر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ متوفی ۶۳۲ھ (۵) کے دست مبارک پر بیعت کی۔ (۶)

سلسلہ سہروردیہ کی ترویج:

برصغیر پاک وہند میں اسلامی تصوف کا سہرودردی سلسلہ زیادہ تر آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے پھیلا۔ اس خطہ میں آپؒ اس سلسلہ کے بانی تصور کیے جاتے ہیں۔

حسب ونسب:

حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ''قدس سرہٗ'' حسب ونسب کے اعتبار سے قریشی الاسد تھے۔ (۷) حضرت مخدوم سید جلال بخاری نے اس امر پر بڑے فخر ومباہات کا اظہار کیا ہے کہ میرے مرشد کے آباء واجداد عرب کے رؤساء اور شرفاء میں سے تھے اور وہ ممتاز قریشی تھے۔ کیونکہ ان کا نسب حضرت محمد ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ جناب قصی سے مل جاتا ہے۔ جناب قصی کے دو فرزند تھے، ایک عبدالمناف جو سرکار دوعالم ﷺ کے دادا ہیں اور دوسرے عبدالعزیٰ جو ہمارے مشائخ کے مورث اور جد اعلیٰ ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کا نسب اکیس واسطوں سے اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا پانچ واسطوں سے جناب قصی سے ملتا ہے۔ (۸)

حضرت مخدوم بخاری نے شیخ الاسلامؒ کا مکمل نسب نامہ اپنے ملفوظ میں اس طرح درج کیا ہے:

''حضرت شیخ الاسلامؒ بہاء الدین زکریا۔ بہاء الحق بن شیخ محمد غوث۔ بن شیخ ابوبکر بن شیخ جلال الدین بن شیخ علی قاضی بن شمس الدین محمد بن الحسین بن عبداللہ بن الحسین بن المطر ف بن خزیمہ بن حازم بن محمد بن المطر ف بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن ھبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی''۔ (۹)

شجرۂ طریقت:

سلسلۂ طریقت یہ ہے، شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی، شیخ وجیہ الدین سہروردی، شیخ ابوعبداللہ شیخ اسود احمد دینوری، شیخ ممتاز علی دینوری، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، خواجہ داؤد طائی، خواجہ حبیب عجمی، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔(۱۰)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے اولاد اور احفاد:

شیخ الاسلامؒ کی دو زوجہ محترمہ تھیں۔ رشیدہ بانو اور بی بی شہر بانو، رشیدہ بانو کے بطنِ عفت سے شیخ صدرالدین عارف، شیخ علاء الدین محمد، شیخ شہاب الدین انوری اور شیخ برہان الدین پیدا ہوئے۔ بی بی شہر بانو کے بطنِ عفت سے شیخ قدوۃ الدین محمد، شیخ شمس الدین محمد محبوب خدا اور شیخ ضیاء الدین پیدا ہوئے۔

شیخ ضیاء الدینؒ اور شیخ برہان الدین کی اولاد نہیں ہوئی باقی سارے صاحب اولاد تھے۔ ان کے علاوہ رشیدہ بانو سے ایک صاحبزادی بھی پیدا ہوئی تھی اس معصومہ کا نکاح میر حسنی سے ہوا تھا۔

دوسری صاحبزادی سلطان بی بی المعروف بی بی فاطمہ تھی۔ اس کی شادی سلطان التارکین حمید الدین حاکم سے ہوئی تھی جس سے خاندان جلیلہ کے مورث اعلیٰ شیخ نورالدین پیدا ہوئے۔

تاریخ وسیر کی کتابوں میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی اولاد کی تاریخہائے ولادت درج نہیں ہے۔ جو شجرے سجادہ نشین صاحب کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ ان سے صرف ولادت کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام فرزند ارجمند	نام والدہ ماجدہ
۱	شیخ صدرالدین عارف	بی بی رشیدہ بانوؒ
۲	شیخ علاء الدین محمدؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ
۳	شیخ قدوۃ الدین محمدؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ
۴	شیخ شمس الدین محمد محبوب خداؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ
۵	شیخ شہاب الدین محمدؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ
۶	شیخ ضیاءالدین محمدؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ
۷	شیخ برہان الدین محمدؒ	بی بی رشیدہ بانوؒ

صاحبزادیوں میں عائشہ بی بی بڑی تھیں۔

مولانا جمالی شیخ الاسلامؒ کے اپنے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آپؒ نے صاحبزادوں کی تعلیم کے لیے بڑے نامور اساتذہ مقرر کر رکھے تھے، انہیں اکرام وانعام سے نوازا کرتے تھے اور جب آپؒ گھر میں ہوتے تو بچوں کو خود بھی تعلیم دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرتؒ کے فرزند اور پوتے علم وفضل میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ حضرتؒ کے زمانے میں درس و تدریس کا کام آپ کے پوتوں نے سنبھال رکھا تھا جن میں سے مولانا نورالدینؒ، علاء الدینؒ، مولانا عبدالقادرؒ، مولانا موسیٰؒ، مولانا ادریسؒ، مولانا محمد حسین اور مولانا امام بخش خاص شہرت رکھتے تھے۔ اس درس کی اتنی دھوم تھی کہ مخدوم جہانیاں محض تحصیل علم کے لیے۔ اچ سے ملتان تشریف لائے تھے۔ (۱۱)

وصال:

آپؒ ۷ صفر ۶۱ھ بمطابق ۲۱ دسمبر ۱۲۶۳ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے آپؒ جنوبی ایشیا کے قدیم ترین شہر ملتان کے قلعہ کہنہ میں آرام فرما ہیں جہاں آپ کا مزار مبارک بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک عالی شان قبہ ابیض ہے۔ جو دور سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ ہمہ وقت دور دراز علاقوں سے زائرین کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ زائرین یہاں آ کر ایک عجیب فرحت واطمینان محسوس کرتے ہیں۔

تصانیف:

حضرت شیخ الاسلام کی تصانیف مختلف موضوعات پر ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ اوراد:

یہ کتاب صدیوں تک اہل علم دانش کے مابین متداول رہی ہے۔ حضرت قطب الاقطاب کے زمانہ میں آپ کے ایک فاضل مرید مولانا علی بن احمد غوری نے اس کو ایک مبسوط شرح لکھی تھی جس کا نام ''کنز العباد'' ہے۔ اس کا ایک ضعیف قلمی نسخہ بہت زیادہ کوششوں کے بعد نواب مخدوم مرید حسین قریشی سجادہ نشین بارگاہ غوثیہؒ نے ضلع چکوال سے برآمد کیا ہے۔

کنز العباد کی زبان اگرچہ عمومی طور پر عربی ہے مگر شیخ الاسلام کی اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اور گو اس کتاب کا نام ''اوراد'' ہے درحقیقت وہ ''اوراد و وظائف'' کی کتاب نہیں، بلکہ وہ صوفیانہ رنگ کی فقہی تصنیف ہے

جس میں نماز، روزہ، طہارت، توبہ اور اخلاص وغیرہ کے مسائل درج ہیں، انہی مسائل کی تشریح و توضیح اس کتاب کی شرح میں فقہی ابواب کی تقسیم کے ساتھ کی گئی ہے۔

۲۔ وضو کے احکام:

اس کتاب میں وضو کی تیاری، وضو کا برتن، وضو کا پانی، وضو کرنے کی جگہ، وضو سے پہلے کی دعا وغیرہ جیسے باریک مسائل تحقیقی انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔ شروط اربعین:

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ایک رسالہ ''شروط اربعین'' کے نام سے بھی تحریر فرمایا تھا۔ جس میں اعتکاف کے آداب و شرائط درج ہیں، حضرتؒ نے فرمایا کہ دنیا سے منہ موڑ کر اور محبوب ازل کو معہود ذہنی بنا کر گوشہ نشین ہو بیٹھنا درویش کی پہلی منزل ہے اور یہ وادی اس قدر ناگزیر ہے کہ کوئی سالک اسے طے کیے بغیر فقر و تصوف کی ولایت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شریعت و طریقت کی اصطلاح میں اس صورت حال کا نام ''اعتکاف'' ہے۔ یہ ذہنی انتشار کا علاج اور قلب کی یکسوئی کا بہترین ذریعہ ہے۔ (۱۲)

حضرت شیخ الاسلامؒ کی علمی اور روحانی خصوصیات:

شیخ الاسلامؒ کی زندگی مختلف پہلوؤں پر محیط ہے۔ آپؒ ایک عظیم روحانی پیشوا اور جامع شخصیت ہیں۔ اس خطہ میں آپؒ نے جو دینی، علمی، تعلیمی، اور روحانی خدمات سرانجام دی ہیں تا قیامت ان گرانقدر خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔ آپؒ کی روحانی اور علمی خصوصیات ملاحظہ کیجئے۔

۵۔ وہ جواد اعظم:

جس کے خلفاء ہزاروں روپے کا سامان تجارت خرید کر سوداگروں کے بھیس میں انڈونیشیا، فلپائن اور چین تک کا سفر کرتے اور تجارت کے ساتھ ساتھ وہاں کے عوام کو اسلام سے روشناس بھی کراتے تھے۔

۶۔ وہ شیخ کامل:۔

جس کے زہد و ورع اور تقوی و پرہیزگاری کا یہ اثر تھا کہ آپ کی لونڈیاں چکی پیسنے بیٹھتیں تو قرآن ختم کر کے اٹھتی تھیں۔

۷۔ وہ مرشد ارشد:

جو مرید کرتے وقت اس امر کی بیعت لیتے کہ وہ اپنی کمائی میں بد دیانتی نہیں کریگا۔

۸۔ **وہ باخدا یا درویش:**

جس کے رعب و دبدبہ سے سلطان ناصرالدین قباچہ ترساں ورزاں رہتا تھا۔

۹۔ وہ مؤرخ اسلام:۔

جس نے اسلامی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔

۱۰۔ وہ مفکر اعظم:۔

جس نے فکر ونظر میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

۱۱۔ وہ عظیم روحانی شخصیت:۔

جس نے قلب وروح کو نئی زندگی بخشی۔

۱۲۔ عراقی اور حسینی

جیسے اغواث واقطاب کا مرشد جسے رفیق اعلیٰ کو لبیک کہے نوصدیاں گزر چکی ہیں۔ مگر اس کا مزار پُر انوار اب بھی مایوس دلوں کی امید گاہ تھی۔ ہزاروں ہاتھ صبح وشام فاتحہ کے لیے اٹھتے ہیں اور قبہ ابیض قلعے کی بلندی سے بہتر پُر نور بکھیرتا نظر آتا ہے۔(۱۳)

۱۔ حضرت شیخ الاسلامؒ ہر طرح کے لوگوں کو اپنے گرد جمع نہیں ہونے دیتے تھے اور جوالقوں اور قلندروں کی کم ہی ان تک رسائی ہوتی تھی۔

۲۔ آپؒ امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے اور ان کی خانقاہ میں غلے کے ذخیرے بھی تھے اور مال و دولت بھی۔

۳۔ آپؒ مسلسل روزے رکھنے کے عادی نہ تھے۔

۴۔ سلسلہ چشتیہ میں اگرچہ زمین بوسی عام تھی، مگر آپؒ کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہیں دیتے تھے۔

۵۔ آپؒ فرمانرواؤں اور ان کے عہدے داروں سے گہرے روابط رکھنے کے قائل تھے۔(۱۴)

۶۔ آپؒ سماع کے قائل نہیں تھے۔(۱۵)

ایک رکعت میں قرآن مجید کا ختم کرنا:

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی متوفی ۷۲۵ھ شیخ الاسلامؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے ایک رات کو حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو

آج رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرے؟ حاضرین میں سے کوئی اس بات پر آمادہ نہیں ہوا۔ حضرت بہاء الدین آگے بڑھے اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کر لیا اور چار سپارے مزید پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ الاخلاص پڑھ کر نماز پوری کی۔

اس موضوع کی مناسبت سے حضرت سلطان المشائخ نے دوسری حکایت یہاں فرمائی کہ شیخ بہاؤ الدینؒ نے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا نماز سے ملا۔ مشائخ اور زاہدوں کے تمام اوراد و وظائف میں نے کئے، مگر ایک چیز مجھ سے نہ ہوسکی اور وہ یہ کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ فلاں بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کر لیتے ہیں۔ ہر چند میں نے بھی چاہا لیکن نہ کر سکا۔ (۱۶)

جود و سخاوت:

اگر آپؒ کسی کو کوئی چیز دیتے تو عمدہ چیز دیتے۔ جو اساتذہ کرام ان کے فرزندوں کو تعلیم دیتے تھے ان پر بڑا اکرام و انعام فرماتے، سونا چاندی ان کے دامن میں ڈال دیتے۔

ایک دفعہ والیٔ ملتان کو غلے کی ضرورت پڑی تو بہاء الدینؒ سے غلہ مانگا شیخ نے فرمایا کہ ایک کوٹھا (غلے کا) اسے دیدیا جائے۔ والی نے اپنے آدمی بھیجے تا کہ کوٹھے سے غلہ نکال لیں۔ غلے کے درمیان ایک مٹکا چاندی سے بھرا ہوا نکلا۔ والی کو خبر کی گئی اس نے کہا شیخ صاحبؒ نے مجھے غلہ عطا کیا ہے اس چاندی کے لیے نہیں فرمایا تھا۔ اس کو شیخ کے پاس واپس لے جانا چاہیے جب یہ بات شیخ کی خدمت میں عرض کی گئی تو شیخ نے کہلوا بھیجا کہ زکریاؒ کو اس کی خبر تھی تجھے وہ غلہ اس چاندی کے ساتھ ہی دیا گیا ہے۔ (۱۷)

شیخ و مرشد کی تلاش و جستجو:

حضرت شیخ الاسلامؒ سالہا سال سے مرشد کی تلاش میں صحرا نوردی کرتے پھرتے تھے۔ دو برس جس امید اور آرزو میں بسر ہوئے تھے۔ آج اس پر بھی پانی پھر چکا تھا۔ نئی امنگ اور نئے ولولوں کے ساتھ ایک نا معلوم سمت کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ذوق و شوق کی بے تابی اور نورِ وحدت کی کرنوں کی گدگدی نے آپ کو کسی ایک مقام پر ٹھہرنے نہ دیا۔

سچے جو یائے حقیقت کی طرح کئی دن اور کئی راتیں لگاتار سرگرم سفر رہے یہاں تک کہ بخت کی بیداری نے ایک دن آپ کو ادب اور ''ہیبت حق'' خالق کونین کی بھولی بھٹکی مخلوق کو نیکی کا راستہ دکھانے میں مصروف تھے

حضرت شیخ الاسلامؒ کی متجسس نگاہوں کو شیخ الشیوخ کی ذات میں کچھ ایسے کمالات اور مکاشفات نظر آئے کہ انہوں نے پہلی نظر میں تاڑ لیا کہ یہی کعبہ مقصود ہے۔ انتہائی ادب و احترام سے قدموں میں جھک گئے گلو گیر ہو کر عرض کیا:

ما بعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم   کہ گرفتاری ما با تو ز روز ازلی ہست

شیخ الشیوخؒ نے حضرت کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ شیخ الاسلامؒ دیر تک اس سینہ بے کینہ سے جو انوارِ الٰہی کا معدن اور سرچشمہ تھا، چمٹے رہے۔ جب طبعیت کو ذرا سکون ہوا تو ارادت و عقیدت کے ساتھ ہوشمند طالب علم کی طرح دو زانو ہو بیٹھے۔

شیخ الشیوخؒ نے بغیر کسی مجاہدہ نفس اور عبادت و ریاضت کے حضرت کو مرید کر لیا تھا۔ ایک ہی توجہ سے سارے حجاب نظر کے سامنے سے ہٹا دیئے اور ایک ہی دن میں وہ جلوہ نظر آ گیا جو ہزاروں برس کی عبادت سے بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ اٹھارہ ہزار عالم بے حجاب دکھائی دینے لگے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ الشیوخؒ نے جو خرقہ زیب تن کر رکھا تھا۔ اپنے بدن مبارک سے اتار کر میرے سر پر رکھ دیا۔ اپنا مصلی جس پر حضور عمر بھر مصروف عبادت رہے تھے اور وہ خرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت شیخ الشیوخؒ کو اپنے مشائخ کے توسط سے پہنچا تھا، دونوں اس خاکسار کے سپرد فرما دیئے۔

شیخ الشیوخؒ کے مریدین نے حضرت کی اس کرم بخشی پر سخت حیران ہو کر کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس سندھی درویش نے ایک رات دن میں تمام دولت و نعمت سمیٹ لی، لیکن ہم لوگ جو سالہا سال سے اس دروازے پر پڑے ریاضت و مجاہدہ کر رہے ہیں ہم میں سے کسی پر ایسی توجہ نہیں ہوئی آپؒ کو جب اس ماجرے کی اطلاع ہوئی تو سب کو بلا کر ایک ایک کبوتر دیا اور فرمایا: ''اسے ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو'' سب مرید کبوتر لے کر چلے گئے اور پیر طریقت کی ہدایت کے مطابق ایسا مقام تلاش کرنے لگے جہاں وہ کبوتروں کو ذبح کر سکیں، آخر وہ اپنے کبوتروں کو اپنے اپنے حجروں میں گھس کر ذبح کر لائے مگر شیخ الاسلامؒ نے اپنا کبوتر ذبح نہ کیا اور اس طرح زندہ واپس لے آئے۔ سب درویشوں نے کہا کہ یہ سندھی تو کوئی نادان آدمی ہے کہ کبوتر کو بغیر ذبح کئے واپس لے آیا۔ آج پیر طریقت اس پر ضرور ناراض ہوں گے اور جو نعمت و دولت حاصل کر چکا ہے سب سلب ہو جائے گی۔ الغرض سب شیخ الشیوخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا: ''اے بہاء الدین! تو نے کبوتر ذبح کیوں نہیں کیا؟''

آپ نے دست بدستہ عرض کیا: "قبلہ عالم! حضور نے فرمایا تھا ایسے مقام پر ذبح کرو جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو میں جہاں گیا وہیں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر پایا اس لئے کبوتر کو زندہ واپس لے آیا۔(۱۸)

دین و دنیا پر قبضہ:

شیخ الاسلامؒ کو حضرت شیخ الشیوخؒ کی خدمت میں آئے چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک دن حضرت نے فرمایا۔ ایک کٹا ہوا انار حضرت کے ہاتھ میں تھا دیکر فرمایا کہ کھا لیجئے جب شیخ الاسلامؒ نے وہ انار لیا تو اس میں سے ایک دانہ گر پڑا۔ آپؒ نے فوراً اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔

شیخ الشیوخ نے فرمایا:

بہاء الدینؒ یہ دانہ دراصل دنیا تھی میں نے چاہا کہ تم اس کے جھمیلے میں نہ پڑو اس لئے عمداً گرا دیا تھا لیکن تو اٹھا کر کھا گیا۔ اب دین و دنیا دونوں تیرے قبضے میں ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تم ملتان جا کر سکونت اختیار کرو کہ اس ملک کے باشندوں کی رشد و ہدایت تمہارے سپرد کی گئی ہے۔

شیخ الشیوخ سترہ دن کی تربیت کے بعد شیخ الاسلام کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اور ملتان میں ایک سہروردی خانقاہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپؒ ملتان میں نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ تک کام کرتے رہے۔ ان کی یہ خانقاہ قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں صوفیانہ تلقین کا ایک بہت بڑا مرکز بن گئی تھی۔

آپ کے سلسلہ کو زیادہ تر سندھ اور پنجاب میں فروغ حاصل ہوا۔ تاہم ان کے مریدین ہرات، ہمدان اور بخارا میں بھی تھے۔ ان کی شہرت ان کے "نفس گیرا" (وجدانی ذہانت) کی بنا پر تھی جس سے وہ اپنے مریدوں کے دلوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ وہ بہت سی باتوں میں اپنے ہم عصر چشتی صوفیہ سے مختلف تھے۔(۱۹)

دعوت و تبلیغ کے نمایاں اثرات:

جنوبی ایشیا کے رجل عظیم حضرت شیخ الاسلام بہاء الدینؒ اور ان کے خلفاء کو خاص امتیاز حاصل ہے جنہوں نے اپنی قوتِ فکر اور اعلیٰ بصیرت، خداداد صلاحیتوں سے اس دور کے سنگین حالات کا مقابلہ کیا۔ درحقیقت یہ وہ قدسی نفوس تھے جن کا پیکر صناعِ ازل نے عشق کے خمیر سے تیار کیا تھا، جو اپنے سینوں پارے کی طرح بے تاب دل رکھتے تھے۔ یقین ان کا ایمان اور عشق ان کی سپر تھی۔ اسلام کی عظمت کی سربلندی کے لیے یہ ملکوتی انسان قندیل ایمان لے کر چھ سو (۶۰۰) درویش مجاہدین کی شکل میں بنگال کی رزم گاہ میں تجلی بن کر گوڑ گوبند کے لشکر پر کوندے اور کبھی جمال

خداوندی کا مظہر بنے۔(۲۰) کبھی انڈونیشیا، فلپائن اور چین کی بستی بستی میں دعوتِ حق دیتے نظر آئے، جو رضائے الٰہی کے لئے بحر ہند کے طوفان سے الجھے۔ سیام اور برما کی پہاڑیوں سے ٹکرائے اور ظلمات کے پردوں کو چاک کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے۔ جہاں تک تخیل انسانی کی رسائی ہوسکتی ہے۔

الغرض کشمیر، سندھ، گجرات، دکن، بنگال اور مشرق بعید کی بھولی بھٹکی مخلوق کو حضرت بہاء الدین نے اسلام کی دعوت و تبلیغ دی جس کے اس خطے میں نمایاں اثرات ابھی تک پائے جاتے ہیں۔ شیخ الاسلامؒ نے لوگوں کی کفر سے ایمان، معصیت سے طاعت و بندگی اور نفسیات سے روحانیت کی طرف رہنمائی فرمائی۔(۲۱)

آپؒ نے ملت اسلامیہ کی اس وقت نگہبانی فرمائی جب دشمنان دین اور غیروں نے اس پر زندگی کی ساری راہیں بند کر دی تھیں۔ آپؒ کی باعظمت شخصیت کے احترام کا غیر معمولی جذبہ ہر وقت ہمارے قلب و دماغ پر شدت سے طاری و ساری رہتا ہے آپؒ کا کوہ وقار اور فلک بوس مقبرہ بھی اپنی عظمت و جلالت کی وجہ سے آج تک زائرین سے خراج عقیدت وصول کر رہا ہے۔

معاشی اور معاشرتی زندگی پر روحانی اثرات:

حضرت شیخ الاسلامؒ کی آمد سے قبل ملتان کی اخلاقی و سماجی حالت انتہائی پست تھی۔ دفتروں میں رشوتیں چلتی تھیں۔ بازار کا لین دین صحیح نہیں تھا۔ نہ چیزیں اچھی ملتیں اور نہ نرخ مناسب، ملازم مزدور بھی منہ مانگی مزدوری مانگتے تھے۔ اور خیانت کا بازار گرم تھا۔ راہزنی اور ڈکیتی آئے دن کا معمول بن چکا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورتوں میں چلتے مگر پھر بھی لوٹ لئے جاتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں خوف خدا کا جذبہ پیدا کیا۔ اس کے بعد ہر شخص کو بیعت کرنے سے پہلے پوچھتے کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے۔ حلال کھانے کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ اگر تم اپنے اپنے فرائض کو نیک نیتی اور دیانت داری سے انجام دو گے تو تمہاری کمائی میں برکت ہوگی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ بہشت عطا فرمائیں گے۔

شیخ الاسلامؒ کے ایک مرید کا لکھا ہوا قلمی نسخہ بنام: ''کسب نامے'' فارسی زبان میں ہے۔، اس میں حجام، ترکھان، دھوبی، جولاہوں اور دکانداروں کے بارے میں ہدایات درج ہیں اس میں حجام کا ذکر سب سے پہلے ہے۔ اس میں پہلے حجامت کے اوزاروں کا ذکر ہے کہ یہ کیونکر اور کس طرح اتارے گئے پھر حجام کے لیے چند دعائیں درج ہیں کہ بجائے بیہودہ باتیں کرنے کے حجامت کے دوران یہ دعائیں پڑھے۔ استرے اٹھانے اور استعمال کرنے کی دعا

اور ہے۔قینچی چلانے کی دعا اور ہے۔اسی طرح دھوبی کیلئے کپڑوں کے اٹھانے ،لکڑی کے پھٹے پر دھونے ،سکھانے لپیٹنے کی الگ الگ دعائیں ہیں۔

شیخ الاسلامؒ کی نوکرانیاں چکی پیسنے بیٹھیں تو قرآن پاک ختم کر کے اٹھتی تھیں ۔اسی طرح دوکانداروں نے ڈنڈی مارنی چھوڑ دی تھی۔مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں پر بھی خوش گوار اثر پڑا۔انہوں نے لین دین میں فریب اور دھوکہ سے کام لینا ترک کر دیا۔چیزیں اصلی اور عمدہ ملنے لگیں۔

راستے محفوظ ہو گئے ، چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ختم ہوگئیں وہی راہزن جو پہلے مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اب سایہ دار درختوں تلے پانی کے مٹکے بھر کر رکھتے تا کہ آنے جانے والے لوگ پانی پی سکیں۔(۲۲)

آپؒ مسلسل روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے اس سلسلہ میں حضرت خواجہ نظام الدین نے حضرت بہاء الدین زکریا کی حکایت بیان کی ہے کہ وہ روزہ م رکھتے البتہ اطاعت وعبادت بہت زیارہ کرتے تھے۔اس وقت یہ آیت مبارکہ زبان پر آتی:

﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ ترجمہ:پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ آیت صادق آتی ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں آپکے ہم عصر حضرت بابا صاحب مسلسل روزہ رکھتے فرمایا کہ شیخ کبیر حضرت بابا فرید الدین روزے کم چھوڑتے تھے۔چاہے فصد کھلواتے یا پچھنے لگواتے یا بخار آتا روزہ ضرور رکھتے۔(۲۳)

درسگاہ غوثیہ کی دعوتی وتبلیغی اثرات:

حضرت شیخ الاسلام نے اپنی خانقاہ عالیہ کے پہلو میں ایک علمی' دینی اور صوفیانہ درس گاہ قائم کی تھی جس کے دو شعبے تھے ایک شعبہ کا کام تھا کہ وہ علمائے کرام تیار کرے جبکہ دوسرے شعبہ کا کام تھا کہ وہ مبلغین اسلام تیار کرے۔مبلغین کو جس ملک میں بھیجا جاتا انہیں وہاں کی زبان اور ثقافت کی تعلیم دی جاتی تا کہ وہ وہاں پہنچ کر اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہ کریں۔آپ نے ہر زبان کا ماہر اپنے ادارے میں تعینات کیا ہوا تھا جب علماء کرام فارغ التحصیل ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کی رغبت کی بناء پر دعوت وتبلیغ کے لئے مختلف ممالک کی طرف روانہ فرماتے ۔مبلغ کے استاد محترم کو پانچ ہزار اشرفی عنایت کر کے فرماتے کہ شہر سے اس ملک کے لیے مفید اور ضروری سامان خرید کر ایک جہاز میں ترتیب دو پھر حضرت اس جہاز کو اپنی دعاؤں کے ساتھ منزل مقصود کے لئے روانہ فرماتے

اور ہر مبلغ کو ہدایت فرماتے:

۱۔ سامان کم منافع پر فروخت کرنا۔

۲۔ لین دین اسلامی تعلیمات کے مطابق کرنا۔

۳۔ ناقص چیزوں کو فروخت نہ کرنا بلکہ فقراء و مساکین کو مفت دینا۔

۴۔ خریداروں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے۔

۵۔ جب تک لوگوں کا اعتماد حاصل نہ ہو ان پر اسلام پیش نہ کرنا۔

اس طرح یہ علماء ربانین سوداگروں کے لباس میں کشتیوں پر سامان تجارت لاد کر روانہ ہوتے۔ جاوا' ساٹرا' فلپائن اور چین تک پہنچ کر دکانیں کھولتے اور دیانتداری سے لین دین کرتے اور ساتھ ہی لوگوں پر اسلام پیش کرتے جس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلتا کہ لوگ ان کے حسن اخلاق' ان کی خدا ترسی' دینداری' دیانتداری اور معاملات میں صفائی و پاکیزگی دیکھ کر گرویدہ ہو جاتے اور بالآخر اسلام قبول کر لیتے۔ آج مشرق بعید کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جو کروڑوں مسلمان نظر آتے ہیں یہ انہی تاجر مبلغین کی انتھک جدوجہد کا نتیجہ تھی۔

بیرونی ممالک پر تبلیغی جماعتیں روانہ ہونے والی اپنے نان نفقہ کا بوجھ کسی پر نہیں ڈالتی تھیں بلکہ شیخ الاسلام کی طرف سے انہیں لاکھوں کا سامان تجارت خرید کر دیا جاتا تھا۔ یہ قافلہ جہاں کہیں پڑاؤ ڈالتا وہاں دکانیں کھل جاتیں نانبائی کھانا تیار کرتے بزاز کپڑوں کی دکانیں سجاتے اور بنرے قسم قسم کے سامان لگا کر بیٹھ جاتے۔ محافظ دستہ جنگی مظاہرے کر کے نوجوانوں کو جہاد کے لئے ابھارتا۔ زور آزمائی ہوتی' گھوڑ دوڑ' نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے کمالات سے مردہ دلوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑنے لگتی۔ علماء حضرات ایک طرف لاکھوں کے ہجوم میں قرآن و حدیث کا درس دیتے نظر آتے دوسری طرف گھنے دار جھاڑیوں میں عارفان حق آگاہ کا حلقہ نظر آتا تھا جس میں زنگ آلود قلوب نہ صرف صیقل ہوتے بلکہ تزکیہ نفس' استغراق مراقبہ اور شرعی عبادات کے لئے انہیں تیار کیا جاتا تھا۔ (۲۴)

تبلیغی جماعتوں کے وفود جب واپس آتے تو حضرت شیخ الاسلام ان سے ملاقات کرتے اور ان کی کارگزاریوں کو سنتے پھر ان کی مشکلات کو حل فرماتے۔

آپؒ اپنے عہد کے بہت بڑے عابد بھی تھے اور بے پناہ عالم بھی۔ حجرے میں بیٹھ کر ارادت مندوں کو تزکیہ نفس کی تعلیم بھی دیتے تھے اور مسجد و محراب کی زینت بن کر لوگوں کے دلوں کو گرماتے بھی تھے۔ بسا اوقات ایک ہی

نشت میں ہزار ہا غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے اس کے علاوہ کوئی نہ کوئی دنیا دار فاسق 'وعظ سن کر چیخ اٹھتا اور اپنا مال واسباب اللہ کی راہ میں لٹا کر حضرت کے خدام میں شامل ہو جاتا یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ تھا۔ (۲۵)

حضرت بہاء الدین زکریاؒ کا سیاست پر گہرا اثر:

حضرت شیخ الاسلامؒ کا قرون وسطیٰ کی سیاسیات پر گہرا اثر ورسوخ تھا۔ چنانچہ ملتان پر اقتدار قائم رکھنے میں انہوں نے التمش (۶۰۷ھ، ۱۲۱۰ء تا ۶۳۳ھ، ۱۲۳۵ء) کی بڑی مدد کی اور اس کا دیا ہوا اعزازی لقب ''شیخ الاسلام'' بھی قبول کیا۔ ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۶ء میں جب منگولوں نے ملتان کا محاصرہ کرلیا اور ہرات کا حکمران بھی ان کے ساتھ مل گیا اور شیخ نے اپنے پاس سے حملہ آوروں کو ایک لاکھ دینار کی رقم پیش کی اور انہیں محاصرہ اٹھا لینے پر راضی کرلیا۔ (۲۶)

اکابر خلفاء اور وابستگان درگاہ غوثیہ سہروردیہ:

جناب نور محمد خان فریدی نے اپنی کتاب تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی میں ''آسمان غوثیت کے تابندہ ستارے'' کی تحت ایک عنوان قائم کیا ہے جس میں جنوبی ایشیا کے ان تمام آستانوں کی فہرست دی ہے جنہیں اس عظیم درگاہ غوثیہ سے روحانی نسبت کا شرف حاصل ہے، یہ وہ اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے اس خانوادے سے منسلک ہونے کے باوجود ساری زندگی گمنامی میں بسر کر دی تھی اور انہوں نے کہیں اپنے آپ کو منظر عام پر آنے نہیں دیا۔ ان قدسی نفوس نے حضرت کے مبارک مسلک کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور پھر یہ سلسلہ اولاد در اولاد اور خلفاء بہ خلفاء جاری رہا یہاں تک کہ مراکش سے جاوا اور سماٹرا تک زمین کا گوشہ گوشہ فیضان سرمدی سے سرشار اور نور محمدی کی روشنی سے مالا مال ہو گیا حضور کی جاری کردہ نہروں سے فیض اور نور کے بے شمار چشمے آج تک جاری ہیں۔

شیخ جلال الدین تبریزی کی ایک روایت کے مطابق کہ حضرت شیخ الاسلام کو ان کے تمام وابستگان اور متوسلین کی تعداد بتائی گئی تھی جو کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ (۲۷) بارگاہ غوثیہ سہروردیہ ملتان کے سجادہ نشینوں کی تعداد ۳۱ تک پہنچ چکی ہے۔ (۲۸) اس وقت کے موجودہ سجادہ نشین مخدوم شاہ محمود قریشی مدظلہ العالی ہیں۔

صوفیانہ تعلیمات:

حضرت شیخ الاسلام نے اپنے مریدوں کو جو وصایا اور خطوط لکھے تھے ان کی صوفیانہ تعلیمات پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بندہ پر واجب ہے کہ سچائی اور اخلاص سے اللہ کی عبادت کرے اور اس کے عبادات واذکار میں غیر اللہ کی نفی ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے احوال کو درست اور اقوال وافعال میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے،

ضرورت کے سوا نہ کوئی بات کہے اور نہ کوئی کام انجام دے ہر قول وفعل سے پہلے اللہ تعالیٰ سے التجا کرے اور اسی سے نیک عمل کرنے کی توفیق کی مدد دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کرلو، ذکر ہی سے طالب محب تک پہنچتا ہے، محبت ایسی آگ ہے جو تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے، جب محبت راسخ ہو جاتی ہے تو مذکور کے مشاہدے کے ساتھ ذکر حقیقی ذکر ہوتا ہے یہی وہ ذکرِ کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون﴾ میں فلاح کا وعدہ کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے روزگار کی حفاظت کرتا رہے، ماسوا اللہ کو دل سے دور کردے، دنیا کے لوگوں کی صحبت کو اپنے اوپر حرام کرلے اور حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے، اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے موانست نہ ہوگی، تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی بو بھی وہ نہ سونگھ سکے گا۔ (۲۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کے حالات وواقعات اور ان کی علمی اور روحانی خدمات پر نہ صرف یہ کہ مؤرخین اور تذکرہ نویسون نے بہت کچھ لکھا بلکہ آپ پر بہت سے تاریخی اور تحقیقی مقالات ومضامین شائع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی علمی' دینی اور روحانی تعلیمات کے جو نمایاں اثرات سامنے آئے ہیں آج بھی ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔یقیناً صوفیاء کرام کی تعلیمات ہمارے لیے ایک عظیم سرمایہ ہیں جو تقرب الی اللہ کے حصول کا ذریعہ ہیں ان میں معرفت الٰہی' توحید' یقین' تزکیہ نفس' احسان واخلاص' محبت الٰہی' عشق رسول' رضا بر قضا 'تواضع وانکساری' صبر وتحمل' شکر' توکل' تفویض، مراقبہ ومشاہدہ وغیرہ شامل ہیں۔ان کے منافی امور جیسے عجب' غرور 'کبر' حسد' کینہ' بغض' غضب' خوف فقر' حب مال' حب جاہ' حب مدح' لمبی امید' کراہت غیر اللہ کا خوف گناہوں پر اصرار اور غفلت وغیرہ سے اجتناب بھی ان کی تعلیمات میں شامل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمیں صوفیاء عظام کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق دے اور ان کے عظیم الشان مشن کی نشر واشاعت میں ہماری مکمل مدد فرمائے۔آمین۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سہرورد چشت کی طرح ایک جگہ کا نام ہے جو عراق وعجم کے اندر ہمدان وزنجان کے درمیان واقع تھا حضرت شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ اور ان کے پیرومرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب یہیں کے رہنے والے تھے۔ (بزم صوفیاء ص۸۳)

۲۔ سیر العارفین، شیخ جمالی دہلی، ص۱۰۳، بزم صوفیاء ص۸۳۔

۳۔ التمش نے آپ کو اس لقب سے نوازا تھا۔

۴۔ بزم صوفیاء، صباح الدین عبدالرحمٰن، زاویہ فاؤنڈیشن لاہور ۲۰۰۳ء ص۸۳، بحوالہ فرشتہ ج۱-۸۳۔

۵۔ حضرت شہاب الدین ابوحفص عمر بغدادی متوفی ۶۳۲ھ آپ کی تصانیف میں "عوارف المعارف، کشف النصائح الایمانیۃ اور بہجت الابرار بہت مشہور ہیں جن سے اب تک فیوض وبرکات حاصل کئے جاتے ہیں۔ (دیکھئے سیر العارفین ص۱۰۳)

۶۔ سیر العارفین ص۱۰۳، بزم صوفیاء ص۸۲، تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، نور احمد خاں فریدی، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور ۲۰۰۶ء ص۲۴۔

۷۔ خلاصۃ العارفین قلمی نسخہ بخط مولانا ضیاء الدین ملتانی محرر ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۳، ص۵۔

۸۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، ص۲۴۔

۹۔ خلاصۃ العارفین ص۵۔

۱۰۔ بزم صوفیاء، ص۸۲۔

۱۱۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ص۲۷۴-۲۷۵۔

۱۲۔ مزید تفصیل کے لئے تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ص۲۴۰-۲۶۳۔

۱۳۔ ایضاً ص۱۳-۱۴۔

۱۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور جلد۵۔ ص۹۴-۹۵۔

۱۵۔ ایضاً۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص۶۔

۱۶۔ فوائد الفواد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء) جمع کردہ حضرت خواجہ امیر حسن علی سنجزی دہلوی ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی الفیصل اُردو بازار لاہور۔ ص۱۶۱۔

۱۷۔ ایضاً س۴۴۰، بزم صوفیاء، ص۸۲۔

۱۸۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ص۴۳-۴۵۔

۱۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد۵۔ ص۹۴-۹۵۔

۲۰۔ تاریخ بنگال، مرتبہ جادو ناتھ سرکار جلد دوم ص ۶۸-۷۰۔

۲۱۔ اخبار الاخیار، عبدالحق محدث۔ دہلی ۱۳۰۹ھ اردو ترجمہ اقبال الدین احمد کراچی ۱۹۶۳ء ص۳۷۔

۲۲۔ سیر العارفین، ص۲۲۔

۲۳۔ فوائد الفوائد ص۴۴۰۔

۲۴۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۶۵-۶۷۔

۲۵۔ ایضاً ص۶۴-۶۷۔

۲۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۵، ص۹۴-۹۵۔

۲۷۔ خلاصۃ العارفین ص ۴۷۔

۲۸۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۲۷۷-۲۸۶۔

۲۹۔ بزم صوفیاء ص۹۰-۹۱

۳۰۔ جن میں ''تذکرہ حضرت بہاء الدین ملتانی از نور احمد خان فریدی مطبوعہ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور ۲۰۰۲'' یہ کتاب حضرت کے روحانی اسرار و معارف اور فکر و عبرت کا آئینہ دار ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی صاحبہ کا مقالہ پی ایچ ڈی بعنوان: ''احوال و آثار شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی اور مولوی محمد شفیع مرحوم (سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور) کا مقالہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی قابل ذکر ہیں ۲۰۰۷ میں محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی پر خصوصی ایڈیشن شائع کیا ہے۔

☆لیکچرار شیخ زید اسلامک سنٹر، لاہور